گوشۂ فقہاء

علامہ مفتی ارشاد حسین رام پوریؒ

مولانا محمد ارشاد حسین مجددی کی ولادت باسعادت ۱۴ صفر المظفر ۱۲۴۸ھ محلہ پیلا تالاب شہر مصطفیٰ آباد عرف رام پور، یو۔پی (انڈیا) میں ہوئی۔ آپ کا نام محمد ارشاد حسین رکھا گیا اور علماء اہل سنت و جماعت نے آپ کو تاج المحدثین، سند المحدثین، سراج الفقہاء، شیخ العلماء الراسخین اور قطب ارشاد جیسے القاب سے نوازا۔

مولانا محمد ارشاد حسین مجددی نے فارسی کی کتابیں اپنے والد مولوی حکیم احمد حسین مجددی، اپنے بھائی مولوی امداد حسین مجددی، شیخ احمد علی (۱) اور شیخ واجد علی (۲) سے پڑھیں۔ یہ حضرات علم فارسی میں بہت ملکہ رکھتے تھے اس کے بعد نحو و صرف وغیرہ علوم عربیہ کی تعلیم مولوی حافظ غلام نبی، مولوی جلال الدین اور مولوی نصیر الدین خاں سے حاصل کی۔ اس کے بعد علماء لکھنو سے علوم نقلیہ کی تکمیل کی۔ پھر وہاں سے علامہ زماں مولانا محمد نواب افغانی نقشبندی کی خدمت میں علوم عقلیہ کے استفادہ کے لئے رام پور تشریف لائے اور باقی ماندہ کتب معقول وغیرہ کا درس علامہ زماں ملا محمد نواب افغانی نقشبندی مجددی سے لیا۔

اس زمانے میں ملا محمد نواب افغانی نقشبندی نواب کلب علی خاں کی تعلیم پر مامور تھے۔ لہٰذا مولانا محمد ارشاد حسین مجددی کا نواب کلب علی خاں کی مجلس استفادہ میں بھی جانے کا اتفاق ہوتا تھا اور ان کے ساتھ صحبت رہتی تھی۔

نواب کلب علی خاں کو مذہب امامیہ کی تعلیم کیلئے ان کے دادا نواب محمد سعید خاں والی ریاست رام پور نے دو شیعہ مجتہد مقرر کئے تھے۔ وہ مجتہد جس قدر عقائد امامیہ کی تعلیم نواب کلب

۱۔ حافظ احمد علی خاں شوق 'تذکرہ کاملانِ رام پور' ص ۳۰۔

۲۔ مولانا حامد علی خاں نقشبندی مجددی 'معارف عنایتیہ' ص ۱۱۵۔

علی خاں کو دیتے تھے اسے حضرت مولانا محمد ارشاد حسین مجددی نواب کلب علی خاں کے صفحۂ خاطر سے محو کرادیتے تھے۔اس طرح مجتہدوں کی کوشش رایگاں جاتی تھی۔ مجتہدوں نے اس کی شکایت نواب محمد سعید خاں سے کی جس کے نتیجے میں نواب کلب علی خاں آپ کی صحبت کیمیااثر سے محروم کردیئے گئے۔(۱) مگر آپ کے فیض صحبت سے نواب کلب علی خاں کے قلب پر حق بیانی اور حق پسندی کے جو نقوش ثبت ہو گئے تھے ان کو کوئی مجتہد محو نہ کرسکا اور بالآخر نواب کلب علی خاں شیعیت سے تائب ہو کر متصلب سنی حنفی نقشبندی مجددی ہو گئے۔اس واقعہ کے بعد ملا محمد نواب افغانی دہلی تشریف لے گئے۔استاد گرامی کے ہمراہ مولانا محمد ارشاد حسین مجددی بھی رام پور سے تعلق منقطع کر کے دہلی تشریف لے گئے اور وہاں بدستور سابق ملا محمد نواب افغانی سے علمی استفادہ کرتے رہے حتی کہ تعلیم سے فراغت پائی اور شہرت عام کے مالک ہوئے۔

مولانا محمد ارشاد حسین مجددی نہایت صبر و توکل، زہد و قناعت اور تسلیم و رضا کے ساتھ ریاضت اور مجاہدہ میں مشغول رہتے تھے۔ ہفتہ میں فاقے کی نوبت ہوتی تھی اور امراض و عوارض میں اس سے بھی زیادہ مگر کمال استقامت کا حال یہ تھا کہ کسی پر مصیبتوں کے آثار ظاہر نہ ہونے دیتے تھے۔

حَسْبُنَا اللّٰہُ وَ نِعْمَ الْوَکِیْلُ

وردِ زبان رہتا تھا اور

مَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الاَرْضِ اِلاَّ عَلَی اللّٰہِ رِزْقُھَا (۲) (الآیہ)

دل نشیں تھا اور کسی سے کوئی غرض نہ تھی۔ چنانچہ اسی دوران نواب کلب علی خاں نقشبندی مجددی والی رام پور نے اپنی بیماری کے ایام میں محمد عثمان خان کارگزار ریاست کے توسط سے کچھ روپے آپ کے پاس بھیجے آپ نے رد کردیئے اور فرمایا کہ ''صدقہ مسکینوں کا حق ہے۔ ہم ان کی صحت کے لئے حَسْبُنَا اللّٰہُ دعا کرتے ہیں۔

یہ جواب سن کر نواب کلب علی خاں نے آپ کی خدمت میں ایک عریضہ لکھا جس

۱۔ (الف) مولانا حامد علی خان، معارف عنایتیہ، ص ۱۱۶۔

(ب) حافظ احمد علی خاں شوق، تذکرہ کاملانِ رام پوری، ص ۳۰۔

۲۔ اور زمین پر چلنے والا کوئی ایسا نہیں جس کا رزق اللہ کے ذمہ کرم پر نہ ہو۔ سورۂ ہود، پ ۱۲، آیت ۶

میں تحریر تھا کہ :

”بے شک میں فسق و فجور میں مبتلا ہوں لیکن اہل اللہ کی عقیدت اخلاص سے محروم نہیں ہوں۔“

أُحِبُّ الصَّالِحِيْنَ وَ لَسْتُ مِنْهُمْ

لَعَلَّ اللهَ يَرْزُقُنِيْ صَلَاحًا

میں نیکوں کو دوست رکھتا ہوں حالانکہ میں خود ان میں سے نہیں ہوں۔

(اس امید پر کہ) شاید اللہ تعالیٰ مجھ کو نیکی کی توفیق دے۔“

مولانا محمد ارشاد حسین مجددی نے دعا فرمائی اور قبولیت کا اثر ظاہر ہوا کہ وہ خلاف شرع کاموں سے بیزار ہو گئے اور صالحین میں شمار ہوئے۔(۱)

تصانیف :

(۱) انتصار الحق، صفحات ۴۱۶، مطبوعہ۔

(۲) ترجمہ کتاب الیل عالمگیری (اردو) صفحات ۱۴۶، غیر مطبوعہ۔

(۳) فتاویٰ ارشادیہ جلد اول، صفحات ۱۴۰، مطبوعہ۔

(۴) فتاویٰ ارشادیہ جلد دوم، صفحات ۱۸۴، مطبوعہ۔

(۵) ارشاد الصرف، صفحات ۲۸۰، مطبوعہ۔

ارشاد العلوم :

اس مدرسہ کو بیت الارشاد اور دار الارشاد بھی کہا جاتا تھا۔ یہ مدرسہ محلّہ کھاری کنواں (چاہ شور) پر حضرت مولانا مفتی محمد ارشاد حسین مجددی نے اپنے مکان میں ۱۲۸۴ھ / ۱۸۶۷ء میں قائم کیا تھا۔ اس وقت مدرسہ میں مولانا محمد ارشاد حسین مجددی خود پڑھاتے تھے اور دور دراز مقامات سے آئے ہوئے سیکڑوں طلبہ اس مدرسہ سے فیضیاب ہو کر جاتے تھے۔(۲)

۱۳۰۶ھ / ۱۸۸۹ء میں مولانا محمد ارشاد حسین مجددی نے اس مدرسہ کو باضابطہ قائم کیا اور ۱۰/ مارچ ۱۸۹۰ء کو حضرت مولانا میاں سید خواجہ احمد قادری رام پوری کو اس مدرسہ کا مہتمم بنایا۔

تدریس :

مولانا محمد ارشاد حسین مجددی کا حلقہ درس بہت وسیع تھا۔ دور دراز مقامات سے تشنگانِ علوم دینیہ رام پور آکر آپ کے حلقہ درس میں شریک ہوتے اور اپنی علمی پیاس بجھاتے۔ آپ دو وقت پڑھاتے تھے۔ صبح میں طلوع آفتاب کے بعد اوراد و وظائف' دعائے حزب البحر' نماز اشراق' نمازِ استخارہ اور ختم حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ' سے فارغ ہو کر درس و تدریس میں مشغول رہتے۔ یہ مجلس دوپہر تک گرم رہتی۔

سہ پہر میں نمازِ عصر سے فارغ ہو کر مغرب تک کتب تصوف مثلاً مثنوی مولانا روم' مکتوبات امام ربانی / عوارف المعارف' احیاء العلوم اور قصیدہ فارضیہ پڑھاتے تھے۔ منگل اور جمعرات کا دن فتاویٰ لکھنے کے لئے مقرر تھا' اس لئے ان دو دنوں میں طلبہ کا سبق نہیں ہوتا تھا۔(۱)

افتاء :

مولانا ارشاد حسین مجددی ہفتہ میں دو روز منگل اور جمعرات کو فتاویٰ تحریر کرتے تھے۔ آپ نے اپنی عمر شریف میں کثیر تعداد میں فتاویٰ لکھے۔ دور دراز مقامات سے سوالات آتے تھے اور ان کے جوابات دیئے جاتے تھے۔ نقل کی مہلت نہیں ملتی تھی اس لئے آپ کے فتاویٰ محفوظ نہیں رہ سکے۔ بعض احباب نے نقل بھی کئے لیکن وہ بہت قلیل تھے۔ تقریباً ڈھائی سو فتاویٰ دستیاب ہو سکے جن کو دو جلدوں میں مرتب کر کے مولانا مفتی عبد الغفار خاں رام پوری نے طبع کرایا۔

مولانا محمد ارشاد حسین مجددی فتویٰ لکھنے میں کسی کی رعایت نہیں فرماتے تھے۔ اسی بناء پر بعض جاہل' نادان افغانوں نے ابتداءً سرکشی بھی کی لیکن آپ نے قطعاً ان کی پروا نہیں کی۔ آخر کار سب تابع و فرماں بردار ہوئے۔

ایک روز صاحبزادہ مہدی علی خاں' نواب احمد علی خاں کے داماد' جو شیعہ مذہب تھے' نے بہ نیت فساد' شیعہ سنی نکاح کے متعلق فتویٰ طلب کیا۔ مولانا مفتی محمد ارشاد حسین مجددی نے اپنے ایک شاگرد سے جواب لکھوادیا کہ :

"حنفیہ کے نزدیک درست نہیں۔"

اس فتوے کی زد نواب کلب علی خاں پر بھی پڑتی تھی۔ اس لئے اس فتوے کو نواب کلب علی خاں کے سامنے پیش کیا گیا۔ نواب کلب علی خاں بغیر کچھ سوچے سمجھے رنجیدہ ہوئے مگر بردباری اور ہوشیاری سے کام لیا اور یہ کہہ کر ٹال دیا کہ یہ جواب مولانا کے قلم کا نہیں۔ اس کے بعد ایک روز نواب کلب علی خاں نے مہدی علی خاں کے سامنے مسئلہ مذکورہ کا ذکر کر کے حضرت مولانا مفتی محمد ارشاد حسین مجددی سے عرض کیا کہ :

"ایسے مسائل کے جواب میں تامل سے کام لینا چاہئے۔"

مولانا محمد ارشاد حسین مجددی نے ارشاد فرمایا کہ :

"جو کچھ لکھا گیا وہ حق ہے اور اس کا چھپانا شرعاً ممنوع ہے' امور شرعیہ میں کسی کی رعایت جائز نہیں۔"

اتنا فرمایا اور فوراً اٹھ کر چل دیئے اور دولت خانے پر آتے ہی شاہ جہانپور کے ارادے سے بریلی شریف کی طرف روانہ ہوئے اور اپنے بڑے بھائی مولانا امداد حسین مجددی سے فرمایا کہ :

"متعلقین اور لواحقین کو اپنے ساتھ لے کر شاہجہانپور آئیں۔"

جب یہ خبر نواب کلب علی خاں والی رام پور کو معلوم ہوئی تو بے تاب و بے قرار ہو گئے اور ارا کین ریاست کو حکم دیا کہ :

"جلد سے جلد راستے میں آپ کی خدمت میں پہنچ کر اپنی پگڑیاں قدموں میں رکھ کر میری جانب سے عرض کریں کہ :

"میں اپنی تقصیر و بے ادبی کی معافی کا طالب ہوں اور اپنی خطا پر شرم سار۔ آئندہ احکامِ شرعیہ میں کبھی بے جا مداخلت نہیں کروں گا۔"

الغرض موضع دھمورہ کے قریب یہ تمام امور طے ہو گئے اور مولانا محمد ارشاد حسین مجددی واپس رام پور تشریف لے آئے۔ ابھی تسبیح خانے میں پہنچے ہی تھے کہ نواب کلب علی خاں خود بھی خدمت میں حاضر ہو گئے اور عہد و پیمان از سر نو مضبوط ہو گیا۔ اس کے بعد کوئی امر خلاف ظہور میں نہیں آیا۔

چنانچہ مولانا محمد ارشاد حسین مجددی نواب کلب علی خاں کی بیماری کے دوران اپیل

خاص کے مقدمات کا فیصلہ فرماتے تھے اور رعایا کے فائدے کے پیش نظر سرکاری نقصان بھی ہوتا تھا مگر کبھی حرف شکایت نواب کلب علی خاں کی زبان پر نہیں آیا۔(۱)

وصال :

مولانا محمد ارشاد حسین مجددی ۸ر جمادی الاخریٰ ۱۳۱۱ھ کو بخار میں مبتلا ہوئے۔ روز بروز اس میں تیزی ہوتی گئی۔ اسی حالت میں مرض میں تمام امانتیں واپس کیں اور باوجود شدت تپ کے اوقات نماز میں فرق نہ ہوا۔پانچوں وقت کی نماز باقاعدہ تیمّم کر کے جماعت سے پڑھتے تھے اور اوراد و وظائف اور دس پارے قرآن کریم کے تلاوت فرماتے تھے۔ ۱۵ر جمادی الاخریٰ ۱۳۱۱ھ پیر کا دن گزار کر شب میں عشاء کے بعد تلخی سکرات معلوم ہوئی اور صبح کاذب میں جام وصال نوش فرمایا۔وقت وصال آپ کی عمر تریسٹھ سال کی تھی جس میں تیس سال تعلیم و ارشاد میں گزارے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کے وصال کی خبر پاکر سارا شہر نماز جنازہ کے لئے امنڈ آیا۔ عیدگاہ کے میدان میں نماز جنازہ ہوئی اور اپنی مسجد کے متصل جانب مشرق آپ کی مملوکہ زمین میں آپ کو دفن کیا گیا۔

تلامذہ :

حضرت مولانا مفتی محمد ارشاد حسین مجددی قدس سرہ' کے شاگردوں کا حلقہ بہت وسیع ہے۔ان میں سے چند مشہور تلامذہ مندرجہ ذیل ہیں :

- مولانا احسان حسین مجددی فرزند اکبر حضرت مولانا مفتی محمد ارشاد حسین مجددی۔
- مولانا سید ارشد علی رام پوری۔
- مولانا اعجاز حسین مجددی رام پوری۔
- مولانا امداد اللہ خاں عرف بنے خاں نقشبندی مجددی۔
- مولانا امداد حسین مجددی رام پوری برادرِ اکبر حضرت مولانا مفتی محمد ارشاد حسین مجددی
- مولانا حامد حسن رام پوری'مدرس منظر اسلام بریلی'استاذ ملک العلماء مولانا ظفر الدین بہاری۔
- امیر ملت مولانا پیر سید شاہ جماعت علی محدث علی پوری۔

- مولانا حامد حسین نقشبندی مجددی ساکن اکا شاہ پور ضلع مراد آباد مدرس مدرسہ ارشاد العلوم کھاری کنواں، رام پور۔
- مولانا حکیم حسین رضا خاں قادری برکاتی بریلوی۔
- مولانا حشمت اللہ خاں رام پوری، گوجرنالہ، ناظم آباد کراچی (پاکستان)
- مولانا حفیظ اللہ خاں رام پوری، قاضی القضاۃ۔
- مولانا سید میاں خواجہ احمد قادری رام پوری، مہتمم اول مدرسہ ارشاد العلوم۔
- مولانا مفتی سید محمد دیدار علی قادری رضوی محدث الوری امیر مرکزی انجمن حزب الاحناف، لاہور (پاکستان)
- مولانا ریاست علی خاں شاہجہانپوری۔
- مولانا سراج الدین احمد خاں رام پوری، نائب مجسٹریٹ جے پور۔
- سراج الفقہاء، مولانا مفتی ابو الذکاء سراج الدین محمد سلامت اللہ نقشبندی مجددی رام پوری، ناظم مدرسہ ارشاد العلوم، کھاری کنواں رام پور۔
- مولوی شبلی نعمانی، مؤلف سیرت النبی۔
- مولانا سید شجاعت علی رام پوری، مدرس مدرسہ ارشاد العلوم۔
- مولانا محمد طیب عرب مکی، پرنسپل، مدرسہ عالیہ رام پور۔
- مولانا عبد الغفار خاں نقشبندی مجددی رام پوری مرتب فتاوئ ارشادیہ، جلد اول ودوم۔
- مولانا عبد القادر خاں نقشبندی مجددی۔
- مولانا عبد القادر خاں کابلی مفتی عدالت ریاست رام پور۔
- مولانا عبد الواحد ولایتی ثم رام پوری۔

مولانا سید سلیمان ندوی، مدیر معارف اعظم گڑھ لکھتے ہیں :

> شبلی نعمانی کو حضرت مولانا ارشاد حسین صاحب کی وسعت نظر، اصابت رائے اور مجتہدانہ ژرف نگاہی کا اعتراف ہمیشہ رہا اور اکثر بر سبیل تذکرہ ان کے کمال، فہم و ادراک اور تفقہ کے واقعات بیان فرماتے۔ مولانا

ارشاد حسین نہایت متشدد حنفی تھے' مولوی نذیر حسین صاحب کی معیار حق کے جواب میں ''انتصار الحق'' ان ہی نے لکھی ہے اور علامہ شبلی کو بھی فقہ حنفی کی حمایت میں بہت غلو تھا غالبًا یہ ہی ایک وجہ انتخاب ہوئی۔

بہر حال مولانا نے حضرت مولانا ارشاد حسین صاحب کے حلقہ درس میں بیٹھ کر فقہ واصول کی تعلیم حاصل کی۔(۱)

ب۔ رام پور اور لاہور کے تعلیمی سفر ۱۲۹۱ھ و ۱۲۹۲ھ کے تحت سید سلیمان ندوی نے تحریر کیا ہے کہ :

رام پور میں خلد آشیاں نواب کلب علی خاں کی جوہر شناسیوں نے ہر فن کے ارباب کمال یکجا کر دیئے تھے۔ رام نے خود استاد مرحوم کی زبانی سنا ہے کہ اول اول ان کو مولانا عبدالحیٔ فرنگی محلی مرحوم کی شہرت کمال لکھنوٴ لے گئی' مگر علامہ مرحوم کچھ تو فطری جودت طبع اور کچھ فیض فاروق کی بدولت نقد و اجتہاد کے خوگر تھے اور جہاں جاتے ان کی نظر پہلے ہی جوہر کی تلاش کرتی' اس لئے زانوئے ادب تہہ کرنے سے پہلے ہی لکھنو سے قدم اٹھ گئے اور رام پور کا رخ کیا۔ یہاں اس وقت دو باکمال اپنے اپنے فن میں یکتائے روزگار تھے۔ معقولات میں سلسلۂ خیر آباد کے خاتم مولانا عبدالحق خیر آبادی اور فقہ میں مولانا ارشاد حسین صاحب مجددی' ابتداءً مولانا کی خواہش تھی کہ دونوں سے استفادہ کریں مگر ان بزرگواروں میں معاصرانہ چشمک اس حد تک تھی کہ ایک کا شاگرد دوسرے کے حلقہ درس میں باریاب نہ ہو سکتا تھا۔ مجبوراً مولانا کو انتخاب کرنا پڑا۔

اور نظر انتخاب حضرت مولانا ارشاد حسین رام پوری پر پڑی۔ چنانچہ انہی سے شرف تلمذ حاصل کیا۔(ادارہ)

نوشادی شدہ جوڑوں کیلئے خوشخبری

علامہ محمد اشرف الحامدی کی کتاب تحفۃ النکاح
مفت حاصل کریں، اور ضرور مطالعہ کریں۔

مجلسِ تفہیم دین نوری مسجد علی آباد بلاک ۳۔الف بی ایریا کراچی